عالمِ اسلام کے سلگتے مسائل اور اردو مناجاتی شاعری

*ڈاکٹر الطاف حسین لنگڑیال

Abstract

The topic "A review of Urdu Supplecatory Poetry in Pakistan on the Problems of Muslim world" In this article two important kinds of Supplecatory Poetry are discussed, the Hamd (Praise of Allah) and Naat (Praise of Holy Prophet Muhammad PBUH). Then it has been divided into the two basic chapters. First is Urdu Supplecatory poetry on Palestine issue and second is Urdu Supplecatory poetry on Kashmir issue. In the first chapter the selected poetry of Pakistani poets on the Palestine issue is presented in the form of Hamd and Naat and discussed its literary and influential importance. Again all these things are discussed in Second chapter about Kashmir. In the last of this article, there is also discussion on the effects of resistant poetry on Pakistani society.

کہا جاتا ہے کہ تخلیق کار چاہے جس بھی میدان کا ہو نہایت حساس ہوتا ہے، چنانچہ اردو شعراء بھی امت مسلمہ کے عہدِ حاضر کے دگرگوں حالات سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکے اسی لیے انہوں نے اپنی عام شاعری میں جہاں عالم اسلام کے گھمبیر حالات اور سلگتے مسائل کو مزاحمتی انداز میں موضوع بحث بنایا ہے وہیں اردو حمد و نعت میں بھی مناجات کی صورت اپنے کرب اور دکھ کا اظہار کیا ہے۔ عہدِ حاضر میں مسلم خطوں مثلاً فلسطین، کشمیر، افغانستان وغیرہ پر استعماری طاقتوں کا قبضہ اور مظالم اور مسلمانوں کی بے بسی اور بے حسی کو موضوع بنایا گیا ہے۔ آئندہ سطور میں پاکستانی اردو مناجاتی شاعری کا ایک جائزہ پیشِ خدمت ہے۔

اردو حمد میں عالم اسلام کے مسائل کا تذکرہ

اسلام کا اولین عقیدہ جس کا اقرار کرنے سے کوئی شخص مسلم بنتا ہے وہ اللہ رب العالمین کی وحدت پر ایمان ہے۔ یہی توحید کا اقرار مسلمان کا اصل سرمایہ، اس کا جذبہ اور اس کی قوت محرکہ ہے۔ اس پر ایمان کی وجہ سے وہ دنیا پر غالب آیا اور اس میں نقص کی وجہ سے آج وہ دنیا میں خوار و زبوں ہے۔ تاہم اسی عقیدہ پر مضبوطی اور ایمان و عمل پر پختگی اُس کو اس کا کھویا ہوا مقام دلا سکتی ہے۔ چنانچہ مسلمان شعراء نے اللہ رب العالمین کی بارگاہ میں حمد و مناجات کی صورت میں اپنے مسائل پیش کر کے اُس سے استعانت طلب کرنے کو اپنا موضوعِ سخن بنایا ہے۔ اردو میں مسئلہ فلسطین کے حوالے سے شعراء کے کلام کے چند نمونے درج ذیل ہیں۔

*ڈائریکٹر بہاولنگر کیمپس / اسسٹنٹ پروفیسر شعبہ علوم اسلامیہ، اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور

ماہرالقادری

ماہرالقادری اپنے مخصوص لہجے کی بنا پر ادبی حلقوں میں اپنی ایک منفرد پہچان رکھتے تھے۔ شاعری کی تمام اصناف پر قدرت رکھتے تھے۔ حمد، نعت، نظم، غزل اور گیت تقریباً تمام اصناف میں سخن گوئی کی اور لاجواب تخلیقات پر بہت داد پائی۔

امتِ مسلم کے مسائل اور دین سے دوری اور اس کی وجوہات ان کے خصوصی موضوعات ہیں۔ اگست 1967ء کے چراغ راہ میں ان کی ایک نظم 'مشہدِ اکبر' کے عنوان سے چھپی۔ اس میں وہ قبلۂ اول اور ارضِ مقدس کی بربادی پر یوں بارگاہِ رب العالمین میں عرض گزار ہیں

ہیں ارضِ مقدس پہ یہودی متصرف
اے غیرتِ حق! حشر میں اب دیر ہی کیا ہے
فریاد ہے اے مصلحتِ کاتبِ تقدیر!
مسلم کا لہو دستِ یہودی کی حنا ہے (1)

محمد منظور احمد منظور ڈیسوی

گجرات کے علاقے ڈیسہ میں فروری 1923ء میں پیدا ہوئے اور اپنی جوانی میں تحریک پاکستان میں پیش پیش رہے۔ بعد ازاں پاکستان کی اسلامی تشکیل کیلئے فکری محاذ پر بھی سرگرم رہے۔ نہایت خوددار اور بے باک تھے۔ آزادی کے بعد حیدرآباد سندھ میں قیام رہا، معروف شاعر پرفیسر عنایت علی خان اور پروفیسر نجم الاسلام صدیقی کے ہم پیالہ و ہم نوالہ تھے۔ مئی 1994ء میں وفات پائی۔ ان کے کلام کو ان کے صاحبزادے مختار احمد ڈیسوی نے ترتیب دے کر ''انقلاب انقلاب'' کے عنوان سے شائع کیا ہے۔

رب کائنات کی بارگاہ میں ''مناجات'' میں امت مسلمہ کے حالات کے حوالہ سے یوں عرض گذار ہیں'

اے خدائے وحدہ، رب قدیر — تو ہے مالک ہم تیرے بندے حقیر
چوطرف ہیں کفر کی طغیانیاں — نورِ ایماں سے منور کر جہاں
ہرطرف الحاد کی تاریکیاں — ہے بھنور میں ملتِ اسلامیاں
کر عطا مسلم کو پھر عزمِ جواں — دور کر ملت کی یہ مایوسیاں

سرزمینِ پاک کے تحفظ پر اپنے رب سے دعا کرنے کے بعد سرزمین فلسطین پر قبضۂ یہود اور اپنی بے کسی کا اعتراف کرتے ہوئے حاجت روائی کی یوں دعا کرتے ہیں

قبلۂ اول پہ قابض ہیں یہود — سرزمین پاک کا خطرہ ہنود
اب تیرے در کے سوا جائیں کہاں — ہے تو ہی حاجت روا اک بے گماں
ہر طرف اغیار کی ہیں یورشیں — چپے چپے پر عیاں ہیں سازشیں

نذیر قیصر

نذیر قیصر نے مسجد اقصیٰ کی یہودیوں کے ہاتھوں بے حرمتی اور آتش زدگی کے واقعہ کے بعد ربِ لم یزل کی بارگاہ میں فریاد کی۔ ملاحظہ کیجئے

اے خدا! دیکھ یہ عہد نمرود
صحنِ اقصیٰ لہو رنگ ہوا
جلتے اوراق لیے، بجھتی ہوئی شام لیے
لب پہ تیرا نام لیے
آگ میں لپٹے ہوئے گنبد ومحراب تیرے
صف بہ صف جلتے ہوئے حرف و صدا
راکھ میں بکھرے ہوئے دستِ دعا
زخمی ہونٹوں پہ سسکتی ہوئی
بے لفظ اذاں
طاقِ بینائی میں
جلتا قرآں

اسی طرح مسئلہ کشمیر پر بھی اردو شعراء نے بصورت حمد ومناجات بارگاہِ رب العالمین میں مدد کے لیے پکار کی ہے۔جس کا ایک مختصر جائزہ درجِ ذیل ہے۔

گوہر ملسیانی

گوہر ملسیانی کا نام اردو شاعری میں بہت جانا پہچانا ہے۔ بالخصوص نعت گوئی ان کا خاص ذوق ہے۔نعت پر ان کے کئی مجموعے منصۂ شہود پر آ چکے ہیں۔ کشمیر اور اہل کشمیر سے اُن کی دلی وابستگی اور ان کے آلام پر دل گرفتگی نیز مجاہدین کی ہمت افزائی بھی اُن کا موضوعِ سخن ہے۔ اپنی ایک مناجات بحضور رب کائنات میں اول تا آخر قضیہ وقصۂ کشمیر ہی بارگاہِ رب العالمین میں پیش کرتے ہیں

اے ربِ کائنات اے خلاّقِ شش جہات — ارض و سما میں ہر جگہ بیدار تیری ذات
رحمٰن بھی رحیم بھی، اعلیٰ تیری صفات — کرّو بیاں پہ خاص ہے احسان والتفات
سارے جہاں پہ مہرباں تو ربّ کائنات — مشرق میں ایک وادی ہے کشمیر جس کا نام
نرغے میں آج ہند کے ہیں اُس کے خاص و عام — بچے ہیں یا جوان ہیں بے چین ہیں تمام

وہ چاہتے ہیں سرورِ کونینؐ کا نظام
عزمِ صمیم دے انہیں قادر ہے تیری ذات
خوں میں نہائی آج ہے کشمیر کی زمیں
پرسانِ حال دہر میں ان کا کوئی نہیں
شعلوں کی زد میں آج ہے وہ خطۂ حسیں
ہر ایک تن دریدہ ہے، ہر ایک ہے حزیں
اے مبدعِ سراج دے اُن کو بھی آب و تاب (4)

شفقت تنویر مرزا

شفقت تنویر مرزا کا تعلق بنیادی طور پر کشمیر سے ہے مگر اپنے طالب علمی دور سے پاکستان میں مقیم ہیں اور صحافت کے میدان میں ایک جانی پہچانی شخصیت ہیں۔ پاکستان کی آزادی کے بعد مراحل تحریک آزادی کشمیر کو انہوں نے بچشم خود دیکھا ہے۔ عام طور پر ان کو ایک روشن خیال مفکر خیال جاتا ہے۔ ان کے نظریات کی تعبیریں مختلف ہوتی ہیں، کشمیر کے رنج الم اور بربادی و مسلسل غلامی پر وہ اپنے رب سے ''پہلی پکار'' کے عنوان سے فریاد میں کہتے ہیں

خدائے عالم! بلند و برتر! کبھی تو نیلی بلندیوں سے
کسی سہانی سحر کے پردے سے لحہ بھر کو ادھر نظر کر
کھنڈر... یہ مخلوق، اشرف الخلق ... ظلم کی تیرگی سے نکلے
کھنڈر ... یہ مخلوق، اشرف الخلق ... ظلم کی تیرگی سے نکلے

پروفیسر عنایت علی خان

پروفیسر عنایت علی خان اردو ادب میں طنز و مزاح نگار کے طور پر معروف ہیں۔ ان کی مزاحیہ غزلوں ''ذرا یہ ورلڈ کپ ہولے تو اس کے بعد دیکھیں گے'' اور ''ہم لائے ان کو راہ پر مذاق ہی مذاق میں'' نے مقبولیت کی انتہائی حدوں کو چھوا ہے۔ تاہم یہ کم لوگوں کو معلوم ہے کہ وہ ایک انتہائی سنجیدہ شاعر ہیں۔ بقول ان کے انہوں نے کبھی مزاح نہیں کہا ہے وہ تو سچائی بیان کرتے ہیں۔ اور یہ سچ بھی ہے انہوں نے ہماری معاشرتی زندگی کی ناہمواریوں کو اتنے خوبصورت انداز میں ایسے پیرائے میں ظاہر کیا ہے کہ ان کو پڑھ کر پہلے تو ہنسی آتی ہے اور قاری ہنس ہنس کر لوٹ پوٹ ہو جاتا ہے اور پھر اگر دلِ حساس اس کے پاس ہو اور وہ اس پر مزید غور کرے تو ان تلخ حقائق پر اس کی چیخ نکل جاتی ہے اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑتا ہے۔

پروفیسر عنایت علی خان نے، حمد و نعت، نظم و غزل، قطعہ اور ترانہ وغیرہ میں بھی طبع آزمائی کی ہے۔ ان کی شاعری کے موضوعات میں امتِ مسلمہ کے مسائل پر اظہار خیال شامل ہے۔ انہوں نے عالمِ اسلام کے تقریباً سبھی مسائل زدہ علاقوں اور ممالک پر اپنے احساسات کو شاعری کا جامہ پہنایا ہے۔ پروفیسر عنایت علی خان بارگاہ رب العالمین میں ''اے خدا'' کے عنوان سے ارض کشمیر کی فریاد یوں پیش کرتے ہیں

ارض کشمیر سے آتی ہے یہ دلدوز صدا
اے خدا! اب تو کسی یارو مددگار کو بھیج!
اپنی رودادِ الم جا کے سناؤں کس کو؟
اور یہ حالِ زبوں جا کے بتاؤں کس کو؟
داغِ دل زخمِ جگر جا کے دکھاؤں کس کو؟
کس کو آواز دوں نصرت کو بلاؤں کس کو؟

اے خدا!! اب تو کسی یار و مدد گار کو بھیج!

شاعر دلدوز مظالم سے نجات، بیٹیوں کی ناموس کی حفاظت اور شعلہ زن کوچہ و بازار کے امن کی درخواست گزاری کرتے ہوئے اپنے مہربان خدا سے کچھ یوں شکایت کناں ہے'

کیا مرے درد کی دنیا میں دوا کوئی نہیں؟
کیا بھری دہر میں گوش شنوا کوئی نہیں؟
میرے حق میں جو اُٹھے ایسی نوا کوئی نہیں؟
کفر ہنستا ہے کہ مسلم کا خدا کوئی نہیں؟
اے خدا!! اب تو کسی یار و مدد گار کو بھیج! (6)

سلیم ناز بریلوی:

جہادِ کشمیر کی موجودہ تحریک میں ایک ہیرو کے طور پر جانے جاتے ہیں۔ انہوں نے اس موضوع پر نا صرف نظمیں اور ترانے کہے ہیں بلکہ حمد و نعت کی صورت میں اپنی خوش الحانی سے دلوں کو گرمایا اور جذبوں کو تازہ کیا ہے۔ امجد اسلام امجد، سلیم ناز بریلوی کی نظموں اور ترانوں کی مقبولیت پر لکھتے ہیں ''میں سمجھتا ہوں کہ عوامی مقبولیت خود اپنی جگہ پر ایک باقاعدہ اور مسلمہ معیار ہے۔ سو عطاء اللہ عیسیٰ خیلوی کا گانا ہو یا استاد دامن اور سلیم ناز بریلوی جیسے شاعروں کی شاعری......'' (7)

عطاء الحق قاسمی کے بقول'

''سلیم ناز ایک انتھک قلمی مجاہد ہے جو اب تک صرف جہاد کشمیر کے موضوع پر سینکڑوں رزمیہ ترانے لکھ چکنے کے باوجود اسی موضوع پر تخلیقی دولت سے مالا مال ہے..... میں اپنے اس دوست کو سلام کرتا ہوں'' (8.)

چنانچہ وہ کشمیر کی غلامی کی تاریک رات کے خاتمے کیلئے بارگاہِ رب العالمین میں یوں عرض کناں ہیں'

شب یہ غلامی کی کر دے کافور یا اللہ
دے کشمیر کو آزادی کا نور یا اللہ

یارب نیلم وڈل کے کنارے آج یزیدی لشکر ہیں
آزادی کی پیاسی وادی کے حلقوم پہ خنجر ہیں
اور ہم اس کشمیر کی کرب و بلا میں حسینی پیکر ہیں

بپا ہے جنت میں یومِ عاشور یا اللہ
دے کشمیر کو آزادی کا نور یا اللہ

ہند کی اس خونخوار خزاں کے سر کو کچل دے یا اللہ

آزادی کے سوکھے پیڑ کو میٹھے پھل دے یا اللہ

جموں اور کشمیر کی اب تقدیر بدل دے یا اللہ

ہر کہسار بنا دے کوہِ طور یا اللہ

دے کشمیر کو آزادی کا نور یا اللہ (9)

مطلوب علی زیدی، مطلوب

مطلوب زیدی کا انداز نہایت پُر اثر اور لہجہ بہت بلیغ ہے، انہوں نے حمد و نعت میں مصائبِ امت کو با قاعدہ موضوع بنایا ہے۔ چنانچہ اپنی ایک حمد بعنوان ''فریاد بحضور رب العالمین'' میں یوں عرض گزار ہیں'

ے ہے قوی، سب سے بڑا، تو سب سے، اعلیٰ شان ہے

آج کیوں خطرے میں، تیرے دینِ حق کی آن ہے

المدد! ہاں المدد! ہاں اے علیم و اے قدیر!

کون ہو فریاد رس، تو ہی فقط رحمان ہے

خستہ تن ہیں، خستہ جاں، خاموش لب، دل ناتواں

پیاس سے لب خشک ہیں، ہر جسم اب بے جان ہے

اور پھر مطلوب زیدی اس فریاد میں جنت برز میں، فردوس کشمیر اور اہل کشمیر کے درد کی تصویر کشی کر کے یوں دست بدعا ہیں'

ے جنتِ کشمیر پر، سُرخ آندھیوں کا راج ہے

نعرۂ تکبیر سے ناراض ہنو مان ہے

چادریں لٹتی ہیں، روتی ہے کھڑی برسات رات

جلد سحر ہو جائے مطلوب! اب یہی ارمان ہے (10)

اردو نعت میں عالم اسلام کے مصائب

ادبیاتِ نعت میں نبی کریم ﷺ کی ذاتِ گرامی سے تخاطب اور فریاد کی روایت بڑی پرانی ہے۔ جس کے نمونے عربی، فارسی کے ساتھ ساتھ اردو میں بکثرت ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔ نعت نگاری میں شعراء کی جانب سے اپنے انفرادی و اجتماعی حالاتِ زار کی بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں فریاد کے سلسلہ میں یہ بات ذہن میں رکھنے کی ہے کہ اس سے یہ مراد قطعاً نہیں کہ یوں گویا آپ ﷺ سے مشکل کشائی کی درخواست کی جاتی ہے بلکہ مقصود اس سے یہ ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ذاتِ گرامی کیونکہ بارگاہِ الٰہی میں مستجاب

ہے اس لیے اُن کے توسط سے اپنی فریاد بارگاہِ رب العالمین میں عرض کر کے وہاں سے مدد کی درخواست کی جاتی ہے۔ دوسرے آنجناب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ گرامی سے مسلمانوں کا عشق ومحبت اور آپ ﷺ کا مومنین کے حق میں رؤف ورحیم ہونا اس عرضِ حال کا محرک وموجب ہوتا ہے۔ فارسی نعت میں مولانا عبدالرحمٰن جامی کے اشعار زبان زدِ عام وخاص ہیں؛

ے نسیما جانبِ بطحا گذر کن زاحوالم محمدؐ را خبر کن

اردو میں الطاف حسین حالی کا عرض حال بجناب سرور کائنات علیہ افضل الصلوٰۃ واکمل التحیات اس سلسلہ میں ایک توانا آواز اور دائمی مقبولیت کا درجہ رکھتی ہے۔ اور یہی ہماری اس بات کی تائید بھی کرتی ہے کہ مومن کا آنجناب ﷺ سے فریاد کرنے کا مقصد کیا ہوتا ہے۔

ے
اے خاصۂ خاصانِ رُسُل وقتِ دعا ہے
امت پہ تیری آ کے عجب وقت پڑا ہے
فریاد ہے اے کشتیٔ امت کے نگہباں
بیڑا یہ تباہی کے قریب آن لگا ہے
کرحق سے دعا امتِ مرحوم کے حق میں
خطروں میں بہت جس کا جہاز آ کے لگا ہے
تدبیر سنبھلنے کی ہمارے نہیں کوئی
ہاں ایک دعا تیری کہ مقبولِ خدا ہے (11)

حالی کے ہاں زبوں حالی امت کو بارگاہِ رسالت میں عرض کرنے کا بڑا خوبصورت انداز ہے۔ یہی بات انہوں نے اپنی مسدس میں ایک دوسرے انداز میں کہی ہے۔

اسی طرح نعیم صدیقی کے ہاں بھی اسی روایت کا تسلسل ملتا ہے۔ وہ 1960ء کی کسی صبح کو اخبار سے کسی خبر سے متاثر ہوکر تاریخ ملتِ اسلامیہ کے خون آلود اوراق کا نگاہوں میں پھر جانے اور پھر عالم خیال جسے وہ شاعرانہ کشف کا عالم قرار دیتے ہیں، میں حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیغام رساں ہوتے ہیں؛

ے
مری فغانِ سحر! جا بہ درگہِ عالی
وہ ایک ذات کہ ہے بےنواؤں کی والی
یہ دکھڑا ردیو، روضے کی تھام کر جالی

بہت دراز ہوا اب یہ دردناک عذاب
ہیں کتنے قرن سے تیرے غلام خانہ خراب
یہ تیرہ صدیوں کی شب! اتنا ہولناک یہ خواب

اب ان درندوں سے ممکن نجات ہے کہ نہیں؟

حضورؐ! کوئی امیدِ حیات ہے کہ نہیں؟ (12)

ماہر القادری یوں عرض گزار ہیں؛

آپ کی امت ہے با حالِ تباہ
اس طرف بھی اک عنایت کی نگاہ (13)

اردو نعت کے موضوعات کے حوالے سے ڈاکٹر سید یحییٰ نشیط نے لکھا ہے کہ نعت کے موضوعات (۱) نعت خالص (۲) میلاد نامے (۳) معراج نامے (۴) وفات نامے (۵) اسرائیلیات (٦) ضمنیات پر مشتمل ہے (14) ان میں موخر الذکر دو ناپسندیدہ ہیں۔ تاہم ہمارے نزدیک ادبیات نعت میں عرضِ حال اور فریاد ناموں کا موضوع بھی بہت نمایاں ہے۔ چنانچہ ریاض حسین چودھری، خدمت اقدس ﷺ میں ''خنک ساعتوں کا موسم'' کے عنوان سے اپنی نعت میں زبوں حالیِ امت کا قصہ پیش کرتے ہوئے رقمطراز ہیں؛

یہ کیسی آگ ہے جس کا نہیں دھواں کوئی
یہ کیسی رات ہے جس کی سحر نہیں ہوتی
حضورؐ آپ ؐ کی امت ہے مقتلِ شب میں
خودی کو اہل ہوس نے بنا لیا لونڈی (15)

خواجہ عابد نظامی نے حضورؐ سے آپؐ کے مستجاب الدعوات ہونے ہی کی بنا پر یوں عرض کی ہے؛

مرے آقا! دعا امت کے حق میں کہ اس میں الفتِ باہم نہیں ہے (16)

چنانچہ آئندہ سطور میں فلسطین کے حوالے سے اردو شعراء کا نعت کی صورت میں عرضِ حال کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

احمد ندیم قاسمی: احمد ندیم قاسمی کا نام اردو ادب میں کسی تعارف کا محتاج نہیں۔ وہ نظم و نثر دونوں میدانوں کے شہسوار تھے۔ اور اپنے ہم عصر و ہم فکر ادباء کے قافلہ کے سالار بھی۔ قاسمی صاحب کے ہاں نعتِ رسول مقبول ﷺ میں آپ کی امت کی حالتِ زار کے حوالے سے عرضِ حال کا موضوع پایا جاتا ہے۔ ''مرے حضور ﷺ'' کے عنوان سے ایک نعت میں وہ رقمطراز ہیں؛

میرے حضورؐ! سلام و درود کے ہمراہ

کئی گلے بھی کروں گا کہ دردمند ہوں میں
تمہارے نام کا تنہا جنہیں سہارا تھا
تمہارے نام پہ لٹنے لگے ہیں بے چارے (17)

نعت میں فلسطین اور مسجدِ اقصیٰ پر قبضے کا تذکرہ عوامی سطح پر جن شعراء کے کلام کی وجہ سے متعارف ہوا ان میں احمد ندیم قاسمی کا نام سرفہرست ہے۔ ان کی معروف نعت ''کچھ نہیں مانگتا شاہوں سے یہ شیدا تیرا'' کا آخری شعر تو زبان زدِ عام و خاص ہے۔ وہ روحِ گرامی نبی اکرم ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ   راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا (18)

اس شعر میں اصلاً تو لفظ بطحا کی جگہ ''یثرب'' ہے تاہم کیونکہ حضور ﷺ نے یثرب کا نام بدل کر مدینہ کر دیا تھا تو قاسمی صاحب کے اس شعر کو کئی مجموعوں میں لفظ ''بطحا'' کے ساتھ ہی لکھا گیا ہے۔ دوسرے راقم الحروف نے شاعر کی موجودگی میں ایک مشاعرے میں ان کی اسی نعت کے اسی شعر کو خوش الحانی سے پڑھا اور یثرب کی جگہ بطحا کہا تو انہوں نے اس پر کوئی اعتراض نہیں کیا تھا۔

نعیم صدیقی

نعیم صدیقی اردو ادب کی دنیا میں اسلامی ادبا تحریک کے روحِ رواں رہے۔ سکہ بند شاعر اور بلند پایہ ادیب و نثر نگار تھے۔ سیرت طیبہ پر ان کی کتاب ''محسن انسانیت'' ادبیاتِ سیرت میں ایک نمایاں مقام رکھتی ہے۔ انہوں نے کئی مایہ ناز نعتیں کہیں، نعت کو نئے اسلوب سے آشنا کرنے اور حالاتِ حاضرہ کو نعت میں سمونے کا اُن کو فن آتا ہے، سیرتِ مصطفیٰ کے ساتھ ساتھ امتِ مسلمہ کی دورنگی اور شکست خوردگی اُن کی نعت کے نمایاں موضوعات ہیں۔ وہ نہ صرف خود نعت کے ان موضوعات کو اختیار کیے ہوئے تھے بلکہ انہوں نے دیگر نعت نگاروں کو بھی اس طرف متوجہ کرنے کی بھرپور کوشش کی۔

اے نعت نگارو ہُنر مند و کوئی ایسی زندہ نعت کہو
روحوں کے اندھیرے چھٹ جائیں کوئی ایسی زندہ نعت کہو
تزویر کی اندھی نگری میں کمزوروں پر کرکے ستم
جو بڑھتے رہے وہ گھٹ جائیں   کوئی ایسی زندہ نعت کہو (19)

نعیم صدیقی کی نعت میں بالعموم نبی کریم ﷺ کی روحِ گرامی سے تخاطب اور اپنے آپ کو امت کا جسدِ خون خون بنا کر پیش کرنے اور پھر آپ ﷺ سے ادھر نظر کرنے کی درخواست گزاری کا انداز پایا جاتا ہے، شعر ملاحظہ ہو

؎ عدو ہیں چار طرف، لڑ رہا ہوں میں تنہا
بسوئے معرکۂ خیر و شر بس ایک نظر (20)

شاعر اپنے اولین سفرِ حجاز میں جب مدینۃ النبی ﷺ میں حاضری دیتا ہے اور بارگاہِ خیرالانامؐ میں سلام پیش کرتا ہے تو چودہ صدیوں کے دورِ ہجر کو ایک رات کے قرب ووصال میں قصۂ درد کو تمام کرنے پر اپنے عجز کا اعتراف کرنے کے بعد پھر امتِ مسلمہ کے حالِ زار کو حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتا ہے؛

؎ سارے جہاں کی قوتیں میری حریف ہوگئیں
میرے خلاف دہر کا سارا نظام اے حضور (21)

قضیۂ فلسطین و لبنان اور عالم اسلام کے دیگر علاقوں میں غیروں کے ہاتھوں خون مسلم کی ارزانی انہیں بے چین و مضطرب کرتی ہے تو وہ ''امت والےؐ'' سے مخاطب ہو کر یوں گریہ کناں ہوتے ہیں؛

؎ بستی بستی، وادی وادی، صحرا صحرا خون
امت والے! امت کا ہے کتنا سستا خون
ایک نظر سرکارِ معلیٰ! کابل تا لبنان
محروموں کا، مظلوموں کا معصوموں کا خون (22)

پھر شاعر امت مسلمہ بالخصوص قائدینِ امت کے بے حسی کے رویے پر تو گویا تڑپ اٹھتا ہے اور ''امت والےؐ'' سے عرض کرتا ہے؛

؎ تیرے عاشق خاک و خون میں لوٹیں اور ہم چپ
کھول رہا ہوں، اپنوں کا ہے کتنا ٹھنڈا خون (23)

انہوں نے ایک طویل نعتیہ نظم ''گرداب و گہر'' کے عنوان سے کہی جو سولہ لائنوں کے اُنیس صفحات پر مشتمل ہے۔ نظم کو آٹھ بڑے حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس نظم میں شاعر اپنے کمالِ فن کے ساتھ ساتھ نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ میں گویا اپنے زخمی دل وجگر، حزن و ملال سے چور چور روح و جان اور ملتِ اسلامیہ کی تاریخ اور حال کے اپنے ذہن کی لوح پر ہزاروں زخم سجائے موجود ہے۔ اس نعتیہ نظم کے آغاز میں حضور ﷺ کی تعریف، آپ ﷺ کے کرشمۂ پیمبری کا تذکرہ اور آپ کے اصحابؓ کی انجمن آرائی کا بیان ہے۔ پھر بالعموم امت مسلمہ کی خراب وخوار زندگی کا عنوان ہے کہتے ہیں؛

؎ میرے نبیؐ!
میرے نبی محترمؐ! میرے ولی ذی حشم!

یہ زندگی! یہ اِک وفا شعار کی، یہ ایک جاں نثار کی، خراب وخوار زندگی!
یہ تن پہ بارزندگی! جگر میں یہ چُبھی ہوئی مثالِ خار زندگی!
یہ اِک عذاب پے بہ پے کہ ہر نفس ہے نیش زَن، مثالِ مار زندگی!

پھر آگے چل کر وہ کشمیر کی شعلہ بار صورتحال کا تذکرہ یوں کرتے ہیں'

پھر آگئی ہے سر پہ رات
کبھی کے سائے ڈھل گئے
یہ دلکشا بنفشہ زار
چنار شعلہ بار ہیں، کھڑے قطار در قطار

اور اس کے آخری اشعار میں اپنے غمِ دل کا اظہار اس طرح کرتے ہیں'

مرا یہ دل ہے زخم زخم
مرا یہ دل ہے داغ داغ
مرا یہ دل لہولہو، بایں ہزار کیف وکم
مرے نبی محترمؐ! (24)

حسن المرتضٰے خاور

حسن المرتضٰے خاور اصلاً تو ضلع جھنگ سے تعلق رکھتے تھے تاہم پھر پنجاب کے دور افتادہ ضلع رحیم یار خان میں مستقلاً آباد رہے۔ ایک راست فکر شاعر تھے غالباً ملکی سطح پر شعراء کے حلقوں میں زیادہ متعارف نہ ہو سکے تاہم وہ بڑے توانا اور پختہ لہجے کے شاعر تھے۔ وہ شاعری پر کئی کتب کے مصنف تھے مثلاً متاعِ کارواں، نغماتِ جہاد، اسلام کی فریاد وغیرہ مگر ہمیں اُن کی صرف ایک کتاب ''نغماتِ حرم'' مل سکی۔ اس کتاب کا بیشتر حصہ نعت پر مشتمل ہے۔ خاور اس کتاب میں ''فریاد بحضور خیر الانام ﷺ'' میں زبوں حالی امت پر یوں رقمطراز ہیں'

تو ہی دیدۂ عالم کی ضیاء ہے سرورِ عالمؐ
تیری آمد پہ شورِ مرحبا ہے سرورِ عالمؐ
تری امت گرفتارِ بلا ہے پھر زمانے میں
بہت مشکل ہے اب وقتِ دعا ہے سرورِ عالمؐ

آگے چل کر مسجدِ اقصیٰ کی دِگرگوں صورتحال پر یوں اشک بار ہیں'

ہیں محرومِ اذاں اب مسجدِ اقصیٰ کے مینارے
جہاں میں ہر طرف آہ و بکا ہے سرورِ عالمؐ
ابھی تک پاک صخرہ منتظر و آبدیدہ ہے
فروزاں جس پہ تیرا نقشِ پا ہے سرورِ عالمؐ (25)

''معراجِ رسول ﷺ'' کے عنوان سے ایک نعتیہ نظم میں معراجِ رسول کریم ﷺ کی روداد نظم کرنے کے بعد آپ کی بے نواؤں پر کرم نوازیوں کا تذکرہ کر کے امت کی حالت زار بیان کرتے ہیں اور پھر مسجدِ اقصیٰ و بیتِ اقدس کا گریہ یوں پیش کرتے ہیں؛

ہے امت تری آج پھر بے سہارا	ہے کون اس کو جو پستیوں سے اٹھائے
جہاں میں جنہیں سروری تو نے بخشی	انہیں کے سروں پر ہیں ذلت کے سائے
وہی پاک صخرہ ترا جو نشاں تھا	اب اس پر یہودی درندے ہیں چھائے
وہی بیت اقدس ہے اب محوِ گریہ	جہاں تو نے القاب عظمت کے پائے
ہے اذاں سے محروم محرابِ اقصیٰ	لہو کے فلک نے ہیں آنسو بہائے
وہ عقبیٰ کی گھاٹی وہ شہر خلیلی	مقدس مقامات ہم نے گنوائے
وہ صحرائے سیناوہ عیسیٰؑ کا مولد	وہاں ظلمتوں کے ہیں اب گہرے سائے
وہ اجڑا پڑا ہے چمن تیرے دیں کا	فلک نے مجھے آج یہ دن دکھائے
مرے دل کے زخم اب بنے رستے گھاؤ	خدائے محمد ﷺ ہی بگڑی بنائے (26)

گوہر ملسیانی

گوہر ملسیانی جو پنجاب کے دور افتادہ مقام صادق آباد میں مقیم رہے اور ادبی حلقوں میں بہت جانے پہچانے جاتے ہیں۔اقبالیات اور سیرت رسول ﷺ پر تخصص کا درجہ حاصل ہے۔اصناف شعر میں غزل اور نعت ان کی خاص پہچان ہے۔پیرانہ سالی میں بھی ادبی مشاغل جاری ہیں، اب صادق آباد کو خیر باد کہہ کر ملتان کے جوار میں خانیوال آباد ہو گئے ہیں۔ان کے ہاں نعت میں سیرت رسولؐ، عظمتِ رسولؐ اور دیگر موضوعاتِ نعت کے ساتھ ساتھ امت کی حالت زار کی فریاد کا موضوع بھی بکثرت ملتا ہے۔بالخصوص اُن کے ہاں ملتِ کشمیر کی حالت وفریاد پر کثرت سے اشعار ملتے ہیں۔ایک نعت کا شعر ملاحظہ ہو؛

اے موجِ لطافت ابرِ کرم، اے شافعِ محشر، شاہِ امم
کشمیر میں بے کس دیوانے، دن رات ستائے جاتے ہیں

ایک دوسری جگہ حضور ﷺ کی شبنمیں باتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے یکدم اس موضوع کی طرف یوں آتے ہیں'

آپ کی باتیں پیار کی شبنم، خوشبو، رنگ، صبا
گلشن گلشن، مہکیں ہر دم، خوشبو، رنگ، صبا
کہساروں پر آگ ہے آقا، امت ظلم سہے
زخمی زخمی، پورب پچھم، خوشبو، رنگ، صبا

اور اس نعت میں تو گوہر ملسیانی بحضور رسالت مآب ﷺ کچھ اس طرح سے فریاد کناں ہیں کہ جس میں امت کا درد بالعموم اور ملتِ کشمیر کا دکھ بالخصوص اُن کے قلم میں سمٹ آیا ہے'

تڑپا زباں پہ قصۂ درد و الم حضورؐ
امت پہ آج عام ہے ظلم و ستم حضورؐ
ارزاں ہوا ہے دہر میں اسلامیوں کا خون
زخموں سے چور چور ہیں عرب و عجم حضورؐ
کشمیر میں بھی جور ہے لیکن ترے غلام
تھامے ہوئے ہیں آج کل تیرا علم حضورؐ
اس وادیٔ چنار میں کرگس ہیں خیمہ زن
قابض ہیں اس پہ دیر سے اہلِ صنم حضورؐ
ہر شہر میں فساد ہے ہر کوچہ ہے قتل گاہ
ہوتے ہیں روز و شب کئی سر بھی قلم حضورؐ
کر دیں جو بارگاہِ مقدس میں التماس
مل جائے ان کو پھر وہی جاہ و حشم حضورؐ (27)

سید مطلوب علی زیدی مطلوب

سید مطلوب علی زیدی مطلوب کا تعلق بہاولپور سے ہے۔ آپ مقامی کالج میں انگریزی زبان و ادب کے ایسوسی ایٹ پروفیسر ہیں۔ ادبی گھرانے سے تعلق اور اہل زبان ہونے کے ساتھ ساتھ فارسی و انگریزی ادب سے کما حقہ شناسائی رکھتے ہیں۔ اردو شاعری میں ان کا پختہ لہجہ اُن کے بڑے مقام کا پتہ دیتا ہے تاہم روایتی ادبی و علمی مراکز سے دوری اور شاعروں اور ادب کی مروجہ انجمنوں سے دوری کی وجہ سے ان حلقوں میں زیادہ معروف نہیں ہیں۔ ان کی شاعری کا ''صبوحی'' کے نام سے ایک دیوان چھپ

چکا ہے۔انہوں نے ہر صنفِ شاعری میں اپنے جوہر دکھائے ہیں۔ چنانچہ نعت میں اُن کا لہجہ اپنی الگ پہچان رکھتا ہے اور دلوں کی دنیا کو متزلزل کر دینے کی تاثیر سے مالا مال ہے۔امتِ مسلمہ کا درد تو گویا اُن کے دل میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ جو بسا اوقات ایک طوفان منہ زور کی شکل اختیار کرتا ہے تو شعروں کی صورت اختیار کر کے قاری کے دل کی دنیا کے امن کو تہہ و بالا کرتے ہوئے اپنی رو میں بہالے جاتا ہے۔اپنی ایک نعت بعنوان ''سلام بخدمت مدینۃ العلم'' میں عرض کرتے ہیں؛

پارہ پارہ ہو رہا ہے کیوں دل خیر الامم؟
ہو گیا سکتے میں کیوں اب جسمِ امت؟ السلام

تا قیامت ، قائم و دائم رہے، تیرا حرم
قبلۂ اول پہ، آتی ہے قیامت، السلام

سخت نادم ہوں میں، اس حرکت پہ شاہِ دوسرا
کیا کروں آتی ہے لب پر، اب شکایت، السلام

پھر رہے ہیں دندناتے اب نصاریٰ اور یہود
ہیں مسلماں، کیوں گرفتارِ مصیبت ؟ السلام (28)

حبیب کبریا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک دوسری جگہ یوں فریاد کناں ہیں؛

کفر کی ظلمت ہے پھیلی چار سو کاش روشن ہو دیا فریاد ہے
مسجدِ اقصیٰ پہ قابض ہیں یہود قبلۂ اول چھنا! فریاد ہے
اب فلسطین میں، قیامت آ گئی لوٹتے ہیں اشقیاء فریاد ہے (29)

مطلوب زیدی نے مولانا الطاف حسین حالی کی معروف ''عرضِ حال'' ''اے خاصۂ خاصان رسل وقت دعا ہے'' کی بڑے خوبصورت اور پُر اثر انداز میں تضمین کی ہے۔ جس میں دورِ حاضر کے مسائل کی تصویر کشی پُر زور انداز میں کی ہے۔ حالی کے برعکس شاعر نے اس فریاد کو مسدس کہا ہے جس میں چھٹا مصرعہ وہ حالی ہی کا لاتے ہیں۔ملاحظہ کیجئے؛

ظالم ہے فلک اور مکدر ہیں فضائیں
طوفاں ہے بہت تیز، مخالف ہیں ہوائیں
ڈر ہے کہ یہ چپو بھی کہیں ٹوٹ نہ جائیں
ہیں تیری طرف امتِ عاصی کی نگاہیں

کشتی کا بھروسہ ہے نہ ساحل کا پتا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے''

اور قبلۂ اول اور اس کے ارد گرد خونِ مسلم کے مباح ہونے پر یوں گریہ کرتے ہیں؛

اپنا نہ رہا اب وہ فلسطین ہمارا
ہے خونِ مسلماں پہ یہودی کا گزارا
سازش ہے مٹا دیں وہ تیرا دین ہی سارا
کیا مسجدِ اقصیٰ کی تباہی ہے گوارا
اب قبلۂ اول تیرا تاریک پڑا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رُسل وقتِ دعا ہے'' (30)

مطلوب علی زیدی نے اپنی نعت میں کشمیر کے قضیے کو بھی ذکر کیا ہے۔ وہ امتِ اسلامیہ کے رہبر و رہنما اور ناخدائے کشتی امت سے عرض کرتے ہیں؛

ہر طرف کالی گھٹائیں، آندھیاں ہیں اے حضورؐ
شمع حق نوحہ کناں ہے، میرے ختم المرسلیںؐ
کفر نے کشمیر کو دوزخ بنایا ہے جنابؐ!
راکھ ہو جائے نہ یہ تصویر فردوس بریں (31)

حبیب کبریا ﷺ سے دوسری جگہ ایک فریاد میں عرض کرتے ہیں؛

وادیٔ کشمیر میں ماؤں کا دل　　کافروں نے کھا لیا، فریاد ہے
بیٹیوں کی عصمتیں بھی لُٹ گئیں　　چھن گئی سر سے ردا، فریاد ہے (32)

گذشتہ سطور میں شاعر کی معروف تضمین کا تذکرہ گزرا۔ اسی میں وہ کشمیر کا ذکر اس پیرائے میں کرتا ہے؛

وہ جنتِ ارضی، وہی فردوس کی تصویر
وہ باغِ جناں، رشک چمن، وادیٔ کشمیر
کافر یہ سمجھتا ہے اسی کی ہے وہ جاگیر
سب آگ میں جلتے ہیں، وہ معصوم و جواں پیر

عصمت کی حفاظت، نہ کسی سر پہ ردا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رسل، وقت دعا ہے''

اپنی اس تضمین کے آخر میں تو شاعر نے ملتِ اسلامیہ کے زخمی زخمی بدن کا گویا دل باہر نکال کر رکھ دیا ہے اور شعر و ادب کو حیرت کی وادی میں پریشان و عاجز کھڑا دکھایا ہے؛

وہ زخم ہیں دل پر، کہ دکھائے نہیں جاتے
وہ درد کے قصے ہیں سنائے نہیں جاتے
جذبے ہیں جو شعروں میں سمائے نہیں جاتے
آقا! یہ ستم ہم سے اٹھائے نہیں جاتے
مطلوب کے ہونٹوں پہ فقط ایک صدا ہے
''اے خاصۂ خاصانِ رسل وقت دعا ہے'' (33)

شفقت تنویر مرزا

شفقت تنویر مرزا، شیخ عبداللہ کے عہدِ حکمرانی میں مقبوضہ کشمیر میں عید میلاد النبی ﷺ منانے پر پابندی کی خبر سُن کر بے چین ہو جاتے ہیں تو روح سرورِ کونین سے اپنی نعت تیرا نام.... تیرا نام میں یوں مخاطب ہوتے ہیں؛

دیوتاؤں کی زمیں آج مقدس ٹھہری
بُت شکن بُت گری کرنے پہ اتر آئے ہیں
دیکھ اے روحِ محمدؐ! یہ ارضِ کشمیر
بُت تری ہمسری کرنے پہ اتر آئے ہیں

دیوتا زادوں نے کیا روپ دکھائے ہیں ہمیں
موت انجام ہوئی نام ترا لینے پر
تیری تقدیس کی شب اور دیا تک نہ جلے
تیرا دن اور ترے بندوں کو اندھیروں کا سفر

پھر شاعر اپنے اس غم اور فریاد کو عزم اور حوصلے میں بدلتا ہے اور اس سے امید کی شمع روشن کرتا ہے۔ اسم محمدؐ کی برکت اور ڈھارس حاصل کرتے ہوئے غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے اور تاریکیوں کو روشنیوں میں بدلنے کا عزم یوں ظاہر کرتا ہے،

یوں ترے نام پہ ممکن ہے کوئی حرف آئے۔

مظہرِ عظمتِ آدم ہے ترا اسمِ جمیل
صبحِ منزل ہے ترا ذکر تو اے جانِ حیات
نام لے کر ترا کاٹیں گے اندھیروں کی فصیل (34)

سلیم ناز بریلوی

نعیم صدیقی مرحوم کی معروف نعت ''ہے عرض داستانِ غم میرے نبی محترمؐ'' کو اپنی خوبصورت آواز میں پڑھ کر دوام بخشنے والے حساس دل کے شاعر سلیم ناز بریلوی خود بھی نعت گو نعت خواں تھے۔ انہوں نے کشمیر کے حوالے سے نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں عرض حال کا ایک بالکل مختلف انداز اپنایا ہے۔ ان کی اس نعت نما کشمیری نظم یا یوں کہیے کہ نعتیہ کشمیری ترانے میں جہاں کشمیر کی داستانِ الم کا بیان ہے وہیں کشمیر پر قابض قوت کے ظلم وستم پر اُس کے ضمیر کو جھنجھوڑنے کے عمل کو نہایت پُرکاری سے سرانجام دیتے ہوئے شاعر نے بارگاہ نبویؐ کی وساطت سے نور الٰہی کی طلب کی ہے۔

؎ رو رو کر کشمیر پکارے یا رسول اللہؐ
تم ہی ہو اللہ کے پیارے یا رسول اللہؐ

دل میں ہمارے کعبہ ہے آنکھوں میں سنہری جالی ہے
پھر کیوں اس کشمیر کا دامن آزادی سے خالی ہے
اللہ کے دربار میں کب سے یہ کشمیر سوالی ہے
چمکیں گے کب اس کے ستارے یا رسول اللہؐ
رو رو کر کشمیر پکارے یا رسول اللہ (35)

سلیم ناز بریلوی بنیادی طور پر ''کشمیر کے شاعر'' تھے، کشمیر ہی کے پس منظر میں اپنی ترانہ نما نعت میں جہاں وہ کشمیر میں بھارت کی طرف سے آگ وخون کے کھیل کا دکھڑا عرض کرتے ہیں، وہیں وہ مسجدِ اقصیٰ کے پاس فلسطینی مسلمانوں کے خون کی ارزانی پر بھی درد کی ٹیسیوں کا احساس پیشِ بارگہِ نبوی ﷺ کرتا ہے:

؎ بھارت نے جنت کی فضا میں زہر کی پڑیا گھولی ہے
سارے ہی کشمیر میں پیہم آگ ہے خون کی ہولی ہے
سری نگر سے اقصیٰ تک ہر سمت لہو کی ہولی ہے
ٹوٹ رہے ہیں سارے سہارے یا رسول اللہؐ
رو رو کر کشمیر پکارے یا رسول اللہؐ (36)

یزدانی جالندھری

اپنے طویل ''نعتیہ قصیدہ'' میں نعت کے حوالے سے اپنے عجزِ سخن کا اعتراف کرتے ہوئے حضور ﷺ کی ذات گرامی پر خوبصورت سلام پیش کرنے کے بعد امت کے حالِ زار کے حوالے سے یوں عرض کرتے ہیں؛

نظر ملتِ بیضا پہ اے نورِ صمدانی — کہ بھولی ہے یہ اندازِ جہانگیری و سلطانی

پھر شاعرِ مشرق علامہ اقبالؒ کے الفاظ ''لہو مجھ کو رُلاتی ہے مسلماں کی تن آسانی'' کو شامل نعت کرتے ہوئے امت مسلمہ کے فرقوں میں بٹ جانے، جغرافیائی دیواروں اور قومی عصبیتوں میں امت کے کارواں کا بے جادہ و منزل بھٹکنے کا رونا روتے ہیں۔ اندازِ حدیٰ خوانی چھوڑ کر نظامِ اشتراکیت اور سرمایہ داری میں قائدینِ ملت کا پناہ لینے کا قصہ نظم کرنے کے بعد یوں فریاد کناں ہیں؛

فلپائن ہو یا لبنان، اریٹریا ہو یا افغان — مسلماں کا لہو بہتا ہے بن کر چار سو پانی
فلسطینی ادھر ہیں جبرِ اسرائیل سے بے دم — اسیرِ پنجۂ صیہونیت اُس سمت لبنانی (37)

سعید بدر

سعید بدر اپنی ایک پچپن اشعار پر مشتمل طویل نعت میں جس کو انہوں نے ''فریادِ امت بحضور رحمت العالمینؐ'' کا عنوان دیا ہے، عالم اسلام کے مسائل اور امتِ مسلمہ کی حالتِ زار کا ذکر نہایت دردناک انداز میں بارگاہِ نبوت میں پیش کرتے ہیں۔ اس سے قبل وہ حضور ﷺ کی تعریف، آپؐ کی بعثت مبارک کے وقت کے حالات اور آپ کے جود و کرم سے اس کا گہوارۂ امن بن جانے کا ذکر کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ آج بھی ملتِ اسلامیہ کے درد کا درماں آپ ﷺ کی ذاتِ گرامی ہے اور تمام بیماریوں سے شفایابی کا ساماں بھی آپ ہی کا اسوہ ہے۔ پھر روحِ محمد ﷺ سے مخاطب ہو کر عرض کرتے ہیں؛

حالِ مسلم کیا کہوں؟ کس درجہ ہے سنگیں ہوا
مشرق و مغرب بھی اس کے خون سے رنگیں ہوا

اور خطۂ فلسطین میں مجاہدینِ ملت کی بے کسی اور بے بسی کے بارے میں یوں عرض کرتے ہیں؛

سارے ایرانی، عراقی، مبتلائے حرب و کرب
اور فلسطینی مجاہد منتشر تا شرق و غرب

آگے چل کر کہتے ہیں؛

چند لاکھوں نے کروڑوں کا کیا جینا حرام
لے نہ پائے آج تک صیہونیوں سے انتقام (38)

فلسطین کے حوالے سے ان کی پچپن اشعار پر مشتمل نعت ''فریاد امت بحضور رحمت اللعالمینؐ'' کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے اس میں جہاں وہ دیگر خطۂ ہائے زمین پر مسلمانانِ عالم کی زبوں حالی کو بارگاہِ نبویؐ میں عرض کرتے ہیں وہاں وہ خطۂ کشمیر کے مجبور و مقہور مسلمانوں کے درد و آلام کی تصویر کشی یوں کرتے ہیں؛

خطۂ کشمیر میں لاکھوں مسلماں زیرِ دام جور ہے صدیوں سے ہیں محکوم و مجبور و غلام

اور ملتِ اسلامیہ کے حدیث مبارکہ کے مطابق جسدِ واحد کی تصویر کشی تو درج ذیل شعر میں کیا خوب کی گئی ہے؛

کیا کہوں؟ کیسے کہوں؟ میں بتا سکتا نہیں تن بدن پر زخم ہیں کتنے دکھا سکتا نہیں (39)

حوالہ جات

(1) کلیات ماہر، القمر انٹر پرائزز، لاہور ۱۹۹۴ء، ص-۸۸۶،۸۸۵۔

(2) انقلاب انقلاب، رہبر پبلشرز اردو بازار کراچی ۱۹۹۵ء، ص-۳۲۔

(3) فلسطین۔اردو ادب میں، مرتب فتح محمد ملک، مطبوعات حرمت، راولپنڈی، فروری ۱۹۸۳ء، ص:۲۱۰

(4) شوقِ شہادت زندہ ہے، گوہر پبلیکیشنز صادق آباد، نومبر 1993ء، ص-۹-۱۰

(5) سر وادیٔ کشمیر، دوست پبلی کیشنز، اسلام آباد، 1994ء، ص-۲۳

(6) عنایتیں کیا کیا، منشورات، لاہور، ت ن، ص ۶۶

(7) جنگ جاری ہے، اسلامک پبلیکیشنز لمیٹڈ، لاہور، جولائی ۲۰۰۰ء، ص ۱۴ -۱۷

(8) ایضاً، ص ۲۰

(9) ایضاً، ص ۲۵-۲۷

(10) صبوحی۔ شیخ غلام علی اینڈ سنز، پرائیویٹ لمیٹیڈ پبلشرز لاہور ۱۹۹۷ء، ص-۸۰۔

(11) مسدس حالی، خزینہ علم و ادب الکریم مارکیٹ اردو بازار، لاہور، ص ۱۶۷ ـ ۱۷۴

(12) پھر ایک کارواں لُٹا، ادارہ مطبوعات، لاہور، اکتوبر ۱۹۸۶ء، ص-۸۸،۹۲۔

(13) کلیات ماہر، ص-۸۵۔

(14) اردو نعت گوئی کے موضوعات، نعت نگری، صبیح رحمانی (مرتب) ص۳۲-۶۱، اقلم نعت کراچی، فروری ۱۹۹۸ء۔

(15) شام و سحر نعت نمبر ۵، ج ۲، شمارہ ۱، ۲، جنوری، فروری ۱۹۸۶ء، مدیر عالی شیخ صفدر علی، ۱۴، اردو بازار، لاہور، ص-۴۴۴۔

(16) بہار نعت، مرتب حفیظ تائب، پاکستان رائٹرز گلڈ لاہور، ص-۹۳۔

(17) نعت، احمد ندیم قاسمی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور ۲۰۰۷ء، ص-۸۶- ۸۷۔

(18) ایضاً۔

(19) نعیم صدیقی، نور کی ندیاں رواں، ادارہ معارف اسلامی، منصورہ لاہور، ص-۲۸، ۲۹

(20) ایضاً۔ص-۱۔

(21) ایضاً۔ص-۱۱۳۔

(22) ایضاً، ص-۳۶، ۳۷۔

(23) ایضاً، ص-۳۶، ۳۷۔

(24) نور کی ندیاں رواں، ص-۱۳۱-۱۸۰۔

(25) نغماتِ حرم، پبلشر ندارد، ت ن، ص-۱۳-۱۴۔

(26) ایضاً، ص-۲۲-۲۶

(27) متاعِ شوق، گوہر ادب پبلیکیشنز، صادق آباد، ص-۲۰۔

(28) صبوحی، ص-۱۱۰۔

(29) ایضاً، ص-۱۱۹۔

(30) ایضاً، ص-۱۲۱۔

(31) صبوحی، ص:۹۶۔

(32) ایضاً، ص:۱۱۹۔

(33) ایضاً، ص:۱۲۲۔

(34) سرِ وادیٔ کشمیر، ص۲۶، ۲۷

(35) جنگ جاری ہے، ص-۹۶، ۹۸۔

(36) جنگ جاری ہے، ص-۶۸۔

(37) ماہنامہ شام وسحر لاہور، نعت نمبر ۵، ص-۳۹۳-۳۹۴۔

(38) ماہنامہ شام وسحر لاہور، نعت نمبر ۵، ص-۴۱۰-۴۱۲۔

(39) شام وسحر، ۴۱۱، ۴۱۲